ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

# تقریر

تقریر بابت سیرت النبیؐ
وقت 5-7 منٹ

# Insect´s House

## (کیڑے مکوڑوں کی افزائش کی جگہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ وَلَكُمۡ فِيۡهَا جَمَالٌ حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ وَحِيۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ (النحل:6-7)

یعنی مویشیوں کو بھی اس نے پیدا کیا تمہارے لئے ان میں گرمی حاصل کرنے کے سامان ہیں اور بہت سے فوائد ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے (بھی) ہو اور تمہارے لئے ان میں خوبصورتی ہے جب تم انہیں شام کو چَرا کر لاتے ہو اور جب تم انہیں (صبح) چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتے ہو۔

فانی تمام ناز ہیں باقی ہے اس کا ناز
جس کو بقا پہ ناز ہے وحدت پہ ناز ہے
جانِ جہاں! تجھی پہ تو زیبا ہے ناز بھی
یہ کیا کہ چند روز کی حالت پہ ناز ہے
کیونکر کہوں کہ ناز سے خالی ہے میرا دل
پیارے مجھے بھی تیری "محبت" پہ "ناز" ہے

**معزز سامعین!** مجھے کچھ سالوں سے جرمنی جانے کا اتفاق ہو رہا ہے وہاں سیر و سیاحت کے دوران مجھے بعض پارکس اور گراسی پلاٹس دیکھنے اور اُن کی خوبصورتی سے محظوظ ہونے کے مواقع میسر آتے ہیں۔اِن گراسی پلاٹس کے بعض حصوں میں بڑے بڑے بورڈز پر Wiesen für die Insekten لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ کیڑے مکوڑوں اور حشرات الارض کی افزائش کی جگہ ہے۔یہ کیڑے مکوڑوں کے لیے چراگاہیں اور ان کے پھلنے پھولنے کے لیے میدان ہیں۔اِن جگہوں پر پیدل چلنا یا سائیکل گزارنا منع ہے۔پیدل چلنے والوں کے لیے انتظامیہ نے الگ سے گزر گاہیں بنا رکھی ہیں۔

مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ یہ گراسی میدان متعلقہ کمپنیز اور تنظیموں کے لیے انکم کا ذریعہ بھی ہیں اور وہ اِن جگہوں کو ٹورنامنٹس اور دیگر فنکشنز کے لیے کرائے پر بھی دیتے ہیں لیکن کچھ مہینے خصوصی طور پر گرمی کے مہینوں میں وہ یہ پلاٹس کرایہ پر نہیں دیتے تا لوگوں کی آمدورفت اور ریل پیل سے ان کیڑے مکوڑوں کی افزائش متاثر نہ ہو۔ بالکل اسی طرح مارچ اپریل کے مہینوں میں جب پرندوں کی افزائش کا موسم ہوتا ہے تو جنگلات میں درخت کاٹنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جن دنوں میں مینڈک کی افزائشِ نسل ہوتی ہے اُن دنوں میں اگر آپ جنگلات میں سیر کرنے جائیں تو وہاں پر بھی آپ کو بورڈ لگے نظر آئیں گے کہ احتیاط سے دیکھ کر چلیں کیونکہ یہ مینڈکوں کی افزائش کا موسم ہے اور جنگل میں پیدل چلنے والے راستوں پر بہت چھوٹے چھوٹے مینڈکوں کے بچے نظر آتے ہیں جو اکثر سائیکل یا پیدل چلنے والوں کے نیچے آجاتے ہیں۔کنڈر گارڈن کے بچوں کو جنگل میں لے جاکر ان چھوٹے چھوٹے جانوروں اور حشرات الارض کو دکھایا جاتا ہے اور ان مینڈکوں کے بچوں کو وہ اٹھا اٹھا کر کسی محفوظ مقام پر رکھ کر آتے ہیں۔

خاکسار یہ سب دیکھ اور سُن کر ورطہ ٔحیرت میں ڈوب گیا کہ کیڑے مکوڑوں، حشرات الارض اور جانوروں، پرندوں سے پیار و حسن سلوک کی تعلیم تو آج سے 1500 سال قبل ہمارے پیارے آقا محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی جسے غیر مسلم اقوام نے اپنالیا اور ہم مسلمان اُسے بھول گئے۔علامہ اقبال (شاعرِ مشرق) جب یورپ

آئے تو آپ نے کیا سچ لکھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ مَیں سرزمین مغرب پر آیا جہاں مجھے مسلمان نہ ملے مگر اسلام کو بکثرت دیکھا اور پایا مگر اپنی سرزمین مشرق میں مجھے مسلمان تو بہت نظر آئے مگر اسلام ڈھونڈے نہ ملا۔

**سامعین!** جانوروں اور چرند پرند کی دیکھ بھال اُن سے پیار اور حسنِ سلوک کی داستان مغربی دنیا کا حسن ہے۔ اگر جو مغربی دنیا کی گلی بازاروں اور میدانوں میں نکل جائیں تو انسانوں اور جانوروں اور پرندوں میں ایک دوستی کا ماحول نظر آتا ہے۔ پرندے اور پالتو جانور اس حد تک انسانوں سے مانوس ہوتے ہیں کہ انسان اگر کُرسی یا منڈیر پر بیٹھ کر کچھ کھا رہا ہے تو یہ پرندے اس کے پاؤں سے بچا کچا کھانا چُن رہے ہوتے ہیں بلکہ اس کے ہاتھوں پر بیٹھ کر اٹھکیلیاں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ دوستانہ ماحول آپ کو ہر جگہ نظر آئے گا۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ عیدُ الفطر کے روز اسلام آباد ٹلفورڈ میں ہزاروں گاڑیوں اور افراد کے درمیان بطخوں کا ایک جوڑا آزادانہ بلاخوف وخطر گھوم رہا تھا جبکہ ہمارے ایشیائی معاشرے میں معاملہ اِس کے بالکل اُلٹ ہے۔ پرندے انسان سے ایسے بِدکتے اور قریب جانے سے ڈرتے ہیں جیسے غلیل کے گُلیلے سے پرندہ ڈرتا ہے۔ ہر وقت اُسے اِس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ کہیں میں شکار ہو کر اس کی ترکاری کا حصہ نہ بن جاؤں۔ اسلامی تعلیمات میں تو جانور پر بھی تشدّد کی اجازت نہیں حتّٰی کہ جانوروں پر تیر اندازی یا تشدّد کرنے والوں پر اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کی گئی ہے۔

حضرت ہشام بن زیاد کا بیان ہے کہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اُس پر تیر چلا رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے یعنی Target killing کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ہمارے ملک میں کتّے بلیاں بیچارے گلیوں میں ایسے ہی گھوم رہے ہوتے ہیں بچے انہیں پتھر مار مار کر ستا رہے ہوتے ہیں یا وہ کسی گاڑی کے نیچے آ کر مر جاتے ہیں اور ٹکر مارنے والا اتر کر دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کرتا۔

**سامعین!** مَیں نے جب ان Insect`sHouse کا بغور مشاہدہ اور مطالعہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی رحیمیت مجھ پر غالب آتی گئی۔ ہم نے ایسے جانوروں اور چرند پرند کی چراہگاہیں تو سنی تھیں اور بعض مقامات پر دیکھی بھی تھیں۔ جو جانور اور چرند پرند انسان کے فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں تا اُن کی نسل بڑھے اور انسان کو فائدہ ہو۔ لیکن ایسے کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض جو بظاہر انسانی مخلوق کے لیے سود مند نظر نہیں آتے اُن کو پالنا اور اُن کی نسل افزائش یورپ میں نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ویسے قرآن کریم میں فرمایا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (ال عمران:192) کہ اے خالق کائنات! تونے دنیا میں کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ چوں کہ جانور اور حیوانات کائنات کے لیے ناگزیر حیثیت رکھتے ہیں اس لیے ان کے توازن میں کمی بیشی سے ماحولیاتی مسائل پیدا ہونا بدیہی امر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان کو مختلف اقدامات کے ذریعے تحفظ عطا کیا جائے۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ چین میں چڑیوں کی اس کثرت سے بہتات ہوگئی کہ حکومت نے اُن کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب وہ ناپید ہو گئیں تو کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض کی نسل اتنی تیزی سے بڑھی کہ چائنہ میں تمام فصلوں کو نقصان پہنچا اور غذائی قلت پیدا ہو گئی کیونکہ اِن کیڑے مکوڑوں نے فصلوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض اُن چڑیوں کی غذا تھے اور اُن سے فصلوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچتا تھا جتنا اُن کیڑے مکوڑوں سے پہنچا ہے۔ تب انہوں نے چڑیوں کی افزائش نسل دوبارہ کی۔

انسان اگر ان چھوٹے چھوٹے پرندوں اور حشرات الارض پر غور کرے تو خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان پر تحقیق ایک بہت بڑا علم ہے۔ مثلاً شہد کی مکھی کو ہی لے لیں اس پر سائنسدانوں نے بہت تحقیق کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطاب میں اِس تحقیق کے بارے میں فرمایا تھا کہ

"شہد کی مکھی میں ایک حیرت انگیز ایک خصلت پائی جاتی ہے، ایک اہلیت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے چھتے سے دور چلی جاتی ہے اور بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ وہ چھتے تک واپس پہنچے لیکن پھر پہنچ جاتی ہے۔ اس پر جو تحقیق ہوئی تو بہت لمبے عرصہ تک انسان اس کی وجہ کو پا نہیں سکا لیکن 1914ء میں ایک سائنسدان نے سب سے پہلے اس کا نام فان فش (Von Fisch) تھا، فان فش نے یہ حیرت انگیز بات شہد کی مکھی کے متعلق دریافت کی کہ شہد کی مکھی کا دیکھنے کا شعور اور اُسکی دیکھنے کی دنیا انسان سے بالکل الگ ہے۔ ہم جس روشنی کو دیکھ رہے ہیں اس روشنی سے ایک الگ روشنی کی دنیا میں وہ رہتی ہے۔ عام شعاعیں جو ہم دیکھتے ہیں ان کو وہ نہیں دیکھتی بلکہ الٹرا وائیلٹ شعاعوں کی قسم ہے اُس جہاں میں وہ رہتی ہے۔ الٹرا وائیلٹ کا جہان انسانی جہان سے بالکل مختلف ہے۔ ہم جو چیزیں دیکھ رہے ہیں، جو ہمیں یہ رنگ نظر آ رہے ہیں، جو طرزیں نظر آ رہی ہیں، جو شیڈ نظر آ رہے ہیں اگر یہاں یہ روشنی نہ ہو جو ہم دیکھ سکتے ہیں اور صرف الٹرا وائیلٹ ہوں تو ہم کلیۃً اندھے ہو جائیں گے۔ ایک ادنیٰ ذرہ بھی ہمیں نظر نہیں

آئے گا، ایک بڑی سے بڑی چیز بھی نظر نہیں آئے گی کیونکہ الٹرا وائیلٹ کو دیکھنے کی خدا تعالیٰ نے انسان کو صلاحیت ہی نہیں بخشی اور شہد کی مکھی کے لئے اس روشنی کی کوئی حقیقت نہیں۔ وہ الٹرا وائیلٹ روشنی سے ایک بالکل مختلف جہان دیکھ رہی ہے اپنا اور اسی روشنی کے ذریعہ وہ پھولوں کا رس بھی چوستی ہے اور اسی روشنی کے ذریعہ وہ یہ معلوم کرتی ہے کہ کہاں شہد ہے کہاں نہیں۔"

(خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 161 خطبہ جمعہ 23 مارچ 1984ء)

اِسی طرح ایک بطخ کا بچہ ہے پہلے دن تالاب میں نکلتا ہے اور بھوکا ہے وہ تالاب میں اِدھر اُدھر منہ مارتا ہے اُسے خدا تعالیٰ نے اتنی صلاحیت دی ہے کہ اُس کو پتہ چل جاتا ہے مَیں نے کیا کھانا ہے اور میرے لیے کیا مفید ہے اور کیا نہیں۔ مختلف worms ہیں بظاہر دیکھنے میں لجلجے سے ایک لوتھڑے کی مانند ہیں بعض کے نہ کان ہیں نہ آنکھیں لیکن اُن کو بھی علم ہے کہ کیا کھانا ہے اور کیا نہیں وہ لگتا ہے کہ ہر چیز کو نگلتے ہیں لیکن جو چیز ان کے مناسب نہیں ہوتی اُس کو باہر نکال پھینکتے ہیں۔ تو انسان کو بھی ان سے سبق سیکھنا چاہیے کہ اُس کے لیے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔

**سامعین!** الغرض اوّل تو یہ کہ دنیا میں کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں ہوئی، ہمیں اُن سے کوئی نہ کوئی سبق بھی ملتا ہے اور دوم یہ کہ اِن جانوروں، کیڑے مکوڑوں کی حفاظت اور افزائش نسل کی طرف خصوصی توجہ دینا ہے اور اُن سے پیار اور حسنِ سلوک سے پیش آنا ضروری ہے جیسا کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں، چرند پرند سے نہ صرف حسنِ سلوک کرتے تھے بلکہ صحابہ کرام کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو صرف انسانیت ہی کے لیے نہیں، بلکہ سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیے گئے، جن کی رحمت کا اثر صرف انسانوں تک ہی محدود نہ تھا، بلکہ اس سے متجاوز ہو کر آپ کا سایۂ عاطفت و رحمت چرند پرند حیوانات تک کے لیے عام تھا، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ جانوروں کے ساتھ نرمی کی ہدایات دیں، وہیں عمل کے ذریعہ بھی جانور کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کر دکھایا۔

چرند پرند کو دانہ ڈالنا اور ان کی بھوک کو دور کرنے میں بھی ثواب ہے۔ جو شخص کھیتی باڑی کرتا ہے یا باغ لگاتا ہے اور اس کی کھیتی اور درخت سے کوئی جانور، یا پرندہ کچھ کھالیتا ہے، یا چُگ لیتا ہے تو اس میں بھی مالک کو ثواب ملتا ہے، خواہ صاحبِ کھیت اور درخت والے کو اس کا علم نہ ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس درخت یا کھیتی میں سے کوئی چڑیا یا آدمی یا جانور کھاتا ہے تو اس لگانے والے یا بونے والے کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔"

(صحیح بخاری: 2320)

پھر حضورؐ نے فرمایا:

"مرغ کو گالی نہ دو چونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔"

(ابوداؤد، باب ماجاء فی الدیك)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔"

(ترمذی: باب کراھیة التحریش بین البھائم)

**سامعین!** اولاد سے فطری محبت جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ودیعت کر رکھی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ جذبہ جانوروں کو بھی عطا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرندوں کو بے جا پریشان کرنے اور ان کو چھیڑنے، پکڑ کر قید کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"ایک مرتبہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے، جب ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا کو دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے ان دونوں بچوں کو پکڑ لیا، اس کے بعد چڑیا آئی اور اپنے بچوں کی گرفتاری پر احتجاج کرنے لگی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمرہ کو اس طرح بیتاب دیکھا تو فرمایا کہ کس نے اس کے بچوں کو پکڑ کر اس کو مضطرب کر رکھا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔"

(ابوداؤد: باب فی کراھیة قتل الذر)

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ سفر میں تھے۔ راستے میں ایک جگہ ایک پرندے نے انڈہ دیا ہوا تھا۔ ایک شخص نے وہ انڈا اٹھالیا۔ پرندہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اضطراب اور تکلیف کے ساتھ اڑنا شروع کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا تم میں کس نے اس کا انڈہ چھین کر تکلیف پہنچائی ہے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں نے اس کا انڈہ اٹھالیا ہے۔ فرمایا اس پر رحم کرو اور انڈہ وہیں رکھ دو۔

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ

"ان کا گزر قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے ہوا جو کسی پرندہ یا مرغی کو نشانہ بنا رہے تھے، حضرت ابنِ عمرؓ نے ان کو دیکھا تو وہ وہاں سے منتشر ہو گئے اور فرمایا کہ نبی کریمؐ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ لگائے۔"

(مسلم: باب النهی عن صبر البهائم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ قیام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لئے تشریف لے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو کسی شخص نے چیونٹیوں کے مسکن کو آگ لگا رکھی تھی، وہ مسکن یا تو زمین پر تھا یا کسی درخت پر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مَیں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسے بجھا دو، اِسے بجھا دو۔"

(أحمد بن حنبل فی المسند، 1/396)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا اس کو شدید پیاس محسوس ہوئی اسے ایک کنواں نظر آیا۔ اس نے اُس میں اتر کر پانی پیا۔ جب وہ باہر نکلا تو اس نے ایک کتّے کو دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے مٹی چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ اس کتّے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہے جس طرح مجھے لگی ہے۔ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے کو پانی سے بھر کر اپنے منہ کے ذریعہ سے اس کو پکڑا اور کتّے کو اس سے پانی بلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کی اور اسے بخش دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہمارے لئے جانوروں میں بھی اجر ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ہر جاندار میں اجر مقدر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الناس والبهائم)

ایک دفعہ آپ نے دیکھا کہ ایک گدھے کے منہ پر نشان لگایا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نشان کیوں لگا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ رومی لوگوں میں اعلیٰ گدھوں کی پہچان کے لئے نشان لگایا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسا مت کیا کرو۔ منہ جسم کا نازک حصہ ہے۔ اگر نشان لگانا ہی پڑے تو جانور کی پیٹھ پر نشان لگا دیا کرو۔ چنانچہ اُسی وقت سے مسلمان جانور کی پیٹھ پر نشان لگاتے ہیں اور اب اُن کی دیکھا دیکھی یورپ والے بھی پیٹھ پر ہی نشان لگاتے ہیں۔

حضرت ابولبابہؓ بدری کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سفید رنگ کے چھوٹے بے ضرر سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری پرندے نیز چیونٹی، شہد کی مکھی اور ھُدھُد کو مارنے سے منع فرمایا۔

(ابن ماجه کتاب الصید)

اِن احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام انسان تو دور کی بات ہے دنیا کے حشرات الارض، کیڑے مکوڑے، جانوروں حتّٰی کہ حرام کردہ جانوروں کے ساتھ بھی نرمی، امن، رحمت کے معاملے کا حکم دیتا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا احساس دلاتا ہے۔

ایک عیسائی راہبہ پروفیسر کیرن آرمسٹرانگ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانوروں سے محبت کے ذکر میں لکھا کہ

"مغرب میں صدیوں تک ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناپسندیدہ شخصیت خیال کرتے رہے ہیں۔ ایک ظالم جنگجو اور ایک بے رحم سیاستدان۔ لیکن آپ ایک عظیم ہمدردی اور دوسروں کا احساس رکھنے والے انسان تھے۔ آپ جانوروں سے بھی محبت کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر آپ نے ایک بلّی کو اپنے کپڑے پر سوئے ہوئے پایا تو اسے وہاں سے اٹھانا پسند نہیں کیا۔ کہا جاتا ہے کہ کسی معاشرے کا ایک امتحان جانوروں کے ساتھ لوگوں کا رویہ ہوتا ہے۔ تمام مذاہب محبت کے رویے کی حوصلہ افزائی

کرتے اور عالم قدرت کی عزت کرتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو یہی سبق دینا چاہتے تھے۔ جاہلیت میں عرب جانوروں سے بہت برا سلوک کرتے تھے۔ وہ زندہ جانوروں سے کھانے کے لئے گوشت کاٹ لینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ وہ اونٹوں کی گردنوں میں تکلیف دہ حلقے ڈال دیتے تھے۔ نے جانوروں کو داغنے کے ظالمانہ طریق اور جانوروں کی لڑائیوں سے روک دیا۔"

(اسوۂ انسان کامل صفحہ 582)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ کی تخلیق اس قدر حیرت انگیز اور بے مثل ہے کہ اس کی لاجواب تخلیق سے اس کا جلوہ عیاں ہے۔ زمین کی تخلیق جس میں درخت، پہاڑ، دریا، سمندر اور زمین پر بسنے والے انسان، حیوان، چرند پرند، حشرات الارض سبھی اس خالق حقیقی کی وسعتوں کے عظیم ثبوت ہیں۔ پانیوں میں رہنے والے جاندار، زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے، حشرات الارض، جنگلوں، صحراؤں میں بسنے والے جانور اور چرند پرند، پہاڑوں کے پتھروں میں رہنے والے جاندار، زمین کے اندر بسنے والے کیڑے مکوڑے، فضا میں محو پرواز جراثیم باریک باریک جرثومے یہ سب باری تعالیٰ کی مخلوق ہیں جن کی تعداد ناقابل شمار ہے۔ اس کائنات کے جانداروں کی اقسام بے شمار ہیں (ماسوائے انسان کے) کوئی دھاگے کی طرح لمبا ہے۔ کوئی گول، کوئی اتنا چھوٹا کہ خوردبین کے بغیر انسانی نظر نہیں دیکھ سکتی۔ ان سب اقسام کا جسمانی نظام زندگی، غذائی ضروریات، ساخت، افزائش نسل کا طریق زندگی کا دورانیہ اور غذائی ضروریات سب ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں۔ آپ اگر کسی درخت کے ایک پتے پر غور کریں تو اس پر بیسیوں چھوٹے چھوٹے مختلف اقسام کے کیڑے نظر آئیں گے۔ آپ اندازہ کریں کہ ایک درخت کے لاکھوں پتوں، ٹہنیوں اور درخت کے تنے اور جڑ میں ان کیڑوں کی تعداد کتنی ہوگی اور پھر ذرا غور کریں کہ کل کائنات جو ان گنت درختوں، سبزہ زاروں، پانیوں اور پہاڑوں پر مشتمل ہے ان میں کس قدر حشرات الارض اور چرند پرند کی تعداد ہوگی۔ یقیناً یہ تعداد لامحدود ہے۔ ان کو پیدا کرنے والا اور ان کی افزائش نسل کرنے والا ان کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے والا صرف اور صرف ایک ہی ذات پاک ہے جس کا نام اللہ یا باری تعالیٰ ہے۔"

(ہستی باری تعالیٰ کے متعلق فطرت کی آواز، ایک امریکن سائنس دان کی لطیف شہادت۔ روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 / مارچ 2020ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" مومن تو ایک چڑیا اور جانوروں سے بھی اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی کھلی ہوئی کتاب اس کے سامنے ہوتی ہے۔ دنیا میں جس قدر چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ انسان کے لیے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی راحتوں کے سامان ہیں۔ مَیں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں پڑھا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ مَیں نے مراقبہ بلّی سے سیکھا ہے۔ اگر انسان نہایت پُر غور نگاہ سے دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ جانور کھلے طور پر خُلق رکھتے ہیں۔ میرے مذہب میں سب چرند و پرند ایک خُلق ہیں اور انسان اس کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ نفس جامع ہے اور اسی لیے عالم صغیر کہلاتا ہے کہ کُل مخلوق کے کمال انسان میں یکجائی طور پر جمع ہیں۔ اور کُل انسانوں کے کمالات بہیئت مجموعی ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں اور اسی لیے آپ کُل دنیا کے لیے مبعوث ہوئے اور رحمۃ للعالمین کہلائے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 147، ایڈیشن 2022ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 62-63 ایڈیشن 2022ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو رحمن خدا کی پہچان کروائی، ان کو مختلف طریقوں سے توجہ دلائی کہ کس طرح رحمن خدا کا قرب حاصل کرو۔ کس طرح اس کی رحمانیت سے حصہ لو۔ کس طرح اس کی رحمانیت سے حصہ لینے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا سلوک کرو۔ اپنے اُسوہ سے ایسے نمونے قائم فرمائے جس کو دیکھ کر ماننے والوں کو رحمن خدا کا صحیح فہم وادراک حاصل ہوا۔ گویا جب رحمن خدا نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو آپ نے اپنی تعلیم سے بھی اور اپنے اسوہ سے بھی اس کا حق ادا کر دیا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 26/ فروری 2007ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡